محمد اسحاق بھٹی

فتاوٰی عالمگیری اور اس کے مرتبین

(۲)

کچھ اورنگ زیب عالمگیر کے بارے میں

فتاوٰی عالمگیری کے سلسلے میں ضروری ہے کہ سب سے پہلے مختصر طور پر اورنگ زیب عالمگیر کے حالات بیان کیے جائیں اور بتایا جائے کہ یہ کس قسم کا بادشاہ تھا اور اس کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ کس نوعیت کا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان اتوار کی رات، ۱۵ ذوالقعدہ ۱۰۲۸ھ میں "دوحد" کے مقام پر پیدا ہوا، جو اجین سے سو میل اور بڑودہ سے ستر میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ماں کا نام ارجمند بانو تھا، جو آصف جاہ ابوالحسن بن غیاث الدین طہرانی کی بیٹی تھی۔ اورنگ زیب کی ولادت اس کے دادا جہانگیر بن اکبر شاہ کے زمانۂ حکومت میں ہوئی۔ بعض علما نے اس کی تاریخِ ولادت "آفتاب عالمتاب" کے الفاظ سے نکالی ہے۔ سلطان جہانگیر نے اس کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا اور اسے مولانا عبداللطیف سلطانپوری، مولانا محمد ہاشم گیلانی، شیخ محی الدین بن عبداللہ بہاری اور دیگر نامور علمائے عصر کے حلقۂ تلمذ میں داخل کیا۔ اورنگ زیب کی ذات بہت سے کمالات کا مجموعہ تھی۔ یہ خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق و شکستہ میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ سریر آرائے سلطنت ہونے سے قبل اپنے ہاتھ سے پورے قرآن مجید کی کتابت کی اور اسے مکہ مکرمہ بھجوایا۔ تخت نشین ہونے کے بعد پھر ایک قرآن پاک کی کتابت کی، اور اس کی تذہیب و تجلید پر سات ہزار روپے خرچ کر کے مدینہ منورہ بھجوایا۔ اسی طرح الفیۂ ابن مالک کی کتابت کی اور اسے الحاج عبدالرحمٰن مفتی کے ہاتھ مکہ مکرمہ ارسال کیا تاکہ وہاں کے اہلِ علم اس سے متمتع ہوں۔ اس نے خطِ نسخ الحاج "قاسم" اور خطِ نستعلیق سید علی بن محمد مقیم سے

سیکھا، جو ان رسمہائے خط میں ماہر کامل مانے جاتے تھے۔ جہاں یہ نہایت پاکیزہ خط تھا، وہاں علوم و فنون کی مختلف اقسام میں بھی یکتائے روزگار تھا۔ تصوّف و طریقت میں بھی دلچسپی رکھتا تھا اور مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند شیخ محمد معصوم سرہندی سے بیعت تھا۔ سلسلۂ طریقت میں شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم رحمہما اللہ کے حلقہ میں داخل تھا اور اپنے والد سلطان شاہ جہان کے حکم سے شیخ موصوف کے ساتھ کامل وابستگی اختیار کر لی تھی۔

اورنگ زیب عالمگیر کی زندگی کے دو نمایاں پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک پہلو بادشاہت کا اور ایک عالمِ دین اور خادمِ اسلام کا۔ بادشاہوں کی تاریخ عام طور پر تلوار کے قلم اور خون کی روشنائی سے لکھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے عالمگیر کو بھی بادشاہ کی حیثیت سے اس سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جا سکتا، لیکن اس موقع پر ہمیں اس کے اس پیرایۂ زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم یہاں صرف اس کے علم و تدین اور خدمتِ اسلام کے موضوع سے تعرض کریں گے اور وہ بھی اس لیے کہ ہمارے اصل موضوع یعنی فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب و تصنیف اور تدوین و تالیف کی مرکزی شخصیت یہی ہے اور اسی کی سعیِ مسلسل سے یہ فتاویٰ معرضِ تحریر میں آیا۔

علمی اعتبار سے وہ عالمِ دین اور متعدد علوم و فنون پر عبور رکھتا تھا، نیکی اور دینداری کے لحاظ سے متقی، متورع، نماز باجماعت کا پابند، تہجد گزار اور قائم اللیل تھا۔ رمضان کے روزے شدید گرمیوں میں بھی باقاعدہ رکھتا۔ نمازِ جمعہ کہیں بھی ہو دہلی کی جامع مسجد میں آکر پڑھتا۔ علمائے دین کا انتہائی قدردان تھا اور ان کا بےحد احترام کرتا۔ تراویح کا التزام پڑھتا اور رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف کرتا، ہر سوموار، جمعرات اور جمعہ کو روزے رکھتا، اس کے علاوہ جن ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ رکھنا ثابت ہے، ان میں روزے رکھتا، زکوٰۃ ادا کرتا، اپنی ملکی اور انتظامی مجبوریوں کی بنا پر خود تو سعادتِ حج حاصل نہ کر سکا لیکن بہت سے لوگوں کو اپنے خرچ پر ہر سال حرمین شریفین بھیجتا، قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرتا، حاجت مندوں، غریبوں، بیواؤں،

یتیموں اور بے سہارا مرد اور عورتوں کو ان کی ضرورت کے مطابق معقول رقمیں عطا کرتا، اوراد و وظائف بکثرت پڑھتا اور ادعیہ ماثورہ (یعنی جو دعائیں کتب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی و منقول ہیں) وردِ زبان رکھتا، سنن و نوافل کا پابند تھا، ہمیشہ باوضو رہتا، غیر شرعی لباس سے خود بھی اجتناب کرتا اور اپنے امراء وزرا کو بھی روکتا، منہیات سے دامن کشاں رہتا۔ مساجد میں جاتا، وہاں علما و مشائخ کی صحبت اختیار کرتا اور ان سے مستفیض ہوتا، خوراک بہت سادہ اور کم کھاتا اور اکل و شرب کے تمام تکلفات سے کلی طور پر پرہیز کرتا۔ فقہی مسلک کے اعتبار سے اس درجہ سخت قسم کا حنفی تھا کہ قول و فعل میں ذرہ بھر بھی اس مسلک سے اِدھر اُدھر قدم نہ رکھتا۔

قرآن کریم سے اتنا شغف اور تعلقِ خاطر تھا کہ سریر آرائے سلطنت ہونے کے بعد اس کے حفظ کی سعادت حاصل کی۔ حفظِ قرآن کی ابتدا کی تو بعض علما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "سنقرئک فلا تنسیٰ" سے اور جب پورا قرآن حفظ کر لیا تو "لوحِ محفوظ" سے تاریخ نکالی۔

علمائے دین سے خاص ربط و علاقہ رکھتا تھا اور ہفتہ میں تین دن سید محمد الحسینی قنوجی، علامہ محمد شفیع یزدی، شیخ نظام الدین برہانپوری اور دیگر علمائے کرام سے احیاء علوم الدین، کیمیائے سعادت اور فتاویٰ عالمگیری پر مذاکرہ و مباحثہ کرتا۔ علوم دین کی ترویج و اشاعت میں کوشاں رہتا اور طلبا کی ضروریات کی کفالت کرتا، جہاں انھیں کتابیں مہیا کی جاتیں، وہاں اکل و شرب اور سکونت و رہائش کا بھی اہتمام کیا جاتا اور ان کی ضرورت کے مطابق وظائف سے نوازا جاتا۔

حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی معرفت و آگاہی کا شرف حاصل تھا۔ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ مسند نشینِ سلطنت ہونے سے پہلے "کتاب الاربعین" مرتب کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس حدیثیں جمع کیں۔ تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد بھی چالیس احادیث پر مشتمل ایک اربعین مرتب کی، بعد ازاں ان دونوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور ان پر بہترین فوائد و تعلیقات لکھیں۔

فقہ میں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا اور اس کی جزئیات پر پورا استحضار تھا۔ فقہ کے سلسلے میں اس کی بہت بڑی خدمت یہ ہے کہ علمائے حنفیہ کی ایک عظیم جماعت سے دو لاکھ روپے خرچ کر کے چھ ضخیم جلدوں میں فتاویٰ ہندیہ (یا فتاویٰ عالمگیری) مرتب کرایا۔ ترتیب و تالیف کے

بعد یہ فتاویٰ متعدد لوگوں نے نقل کیا اور اس کے بہت سے نسخے مختلف اسلامی ممالک حجاز، مصر، شام اور روم میں پھیلے اور ممالکِ اسلامی کے علما و اصحابِ افتا نے اس سے استفادہ کیا۔

فتاویٰ عالمگیری کی تدوین و ترتیب کے بعد اس نے پورے ملک میں حکم جاری کر دیا کہ اسی کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔ اس کے لیے ہندوستان کے مختلف شہروں اور علاقوں میں دیانتدار اور امین اہلِ علم قاضی مقرر کیے تاکہ وہ شریعت کی عطا کی ہوئی روشنی میں فیصلے کرنے میں کسی نوع کی مداہنت کا شکار نہ ہوں اور ہر معاملے میں دیانتدارانہ تحقیق و تدقیق کے بعد صحیح صحیح نقطۂ نظر تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

بہر حال اورنگ زیب عالمگیر بہت سی خوبیوں کا مالک تھا اور برصغیر میں اسلامی احکام و اوامر کی نشر و اشاعت میں اس کا بڑا حصّہ ہے۔

یہ بادشاہ ۱۰۲۸ھ میں پیدا ہوا، اپنے باپ شاہجہان کو نظر بند کر کے چالیس سال کی عمر میں ۱۰۶۸ھ میں تختِ ہند پر متمکن ہوا، پچاس برس بڑے رعب و دبدبے کے ساتھ حکومت کی اور نوّے برس کی عمر پا کر ذوالقعدہ ۱۱۱۸ھ میں دکن میں فوت ہوا[1]۔

اورنگ زیب کا مرقد دکن میں خلد آباد میں واقع ہے جو اورنگ آباد سے سولہ میل اور دولت آباد سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ایک پہاڑی مقام ہے، جہاں بہت سے بزرگانِ دین صوفیائے کرام اور مشاہیرِ اسلام مدفون ہیں۔ اورنگ زیب کا مرقد ایک بزرگ شیخ زین الدین کے مرقد کے قریب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا سالِ تالیف

یقین اور قطعیت کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی تصنیف و تالیف کا آغاز کب ہوا اور کتنی مدت میں یہ کام تکمیل کو پہنچا۔ اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ "عالمگیر نامہ" کے مصنف منشی محمد کاظم بن محمد امین نے ایک عنوان قائم کیا ہے۔

"آغاز سال دہم والائے دولت عالمگیری

---

[1] ملخصاً از نزہۃ الخواطر جلد ۶ - صفحہ ۱۲۲ تا ۱۳۵ -

مطابق سنہ ہزار و ہفتاد و ہفت، ہجری۔[۵۱]"

جیسا کہ گزشتہ سطور میں واضح کیا جا چکا ہے، عالمگیر نے چالیس سال کی عمر میں ۱۰٦۸ھ میں ہندوستان کی زمام حکومت ہاتھ میں لی اور ۱۰۷۷ھ میں وہ انچاس سال کی عمر کو پہنچ گیا۔ چنانچہ اسی عنوان کے تحت گیارہویں سال جلوس کا بھی چند الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ مرقوم ہے:

"در ہشتم شوال سال یازدہم از جلوس ہمایوں بظاہر دار الخلافہ رسیدہ ......[۵۲]"

اس سے چند صفحات آگے چل کر بتایا گیا ہے:

"...... کہ سن کرامت ترین منزل خمسین را کامیاب بمئات برکات و الوف سعادات ساختہ......[۵۳]"

یعنی قافلۂ عمر مبارک سیکڑوں برکات اور ہزاروں سعادات کے جلو میں پچاس کی منزل کو پہنچ گیا۔ اب اسی ضمن میں فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ "عالمگیر نامہ" کے فارسی الفاظ کا اردو ترجمہ یہ ہے:

"اس (اورنگ زیب) کی بے شمار خدمات دینیہ اور متعدد امور اتباع شریعت میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت وہ بہت بڑے امر شرعی اور معاملہ دینی کی تکمیل میں مصروف ہے اور وہ اس طرح کہ تمام مسلمان، احکام دین متین کے سلسلے میں، اکابر علما اور ائمہ مذہب فہم مسائل میں حنفی فقہ کے مطابق فتویٰ دیتے رہے۔ کیونکہ اسی کو معمول بہا سمجھا جاتا اور اسی پر عمل کی دیواریں استوار کی گئیں۔ اب اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ اور جو مسائل کتب فقہ اور نسخہ ہائے فتاویٰ میں مذکور ہیں، ان میں فقہا و علما میں اختلافات کی وجہ سے روایات ضعیفہ اور اقوال مختلفہ مخلوط ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ (مسائل فقہ کا) یہ سارا ذخیرہ کسی ایک ہی کتاب پر محتوی نہیں ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جب تک بہت سی مبسوط اور مفصل کتابیں فراہم نہ ہوں کسی کو علم فقہ میں وسیع دست گاہ، کامل عبور اور پورا استحضار نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی شخص حق صریح کو پا سکتا ہے، نہ استنباط مسئلہ مفتیٰ بہا کے قابل ہو سکتا ہے اور نہ علم صحیح

---

۵۱ عالمگیر نامہ، صفحہ ۱۰۳۰۔ مطبوعہ کالج پریس کلکتہ۔ باہتمام ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ۔ ۱۸٦۸ء۔

۵۲ ایضاً ص ۱۰٦۵۔ ۵۳ ایضاً ص ۱۰۷۱، ۱۰۷۲۔

تک رسائی کرسکتا ہے۔ اب بلاشبہ عالمگیر کے قلب وضمیر پر یہ بات القا ہوئی کہ تمام بلند مرتبت علمائے فقہ کے جمع و اشتراک اور مجموعی کوشش سے یہ اہم کام کیا جائے اور اس کے کتب خانۂ خاص میں فن فقہ کا جو معتبر و مبسوط ذخیرہ اطراف واکناف عالم سے فراہم کیا گیا ہے، اس کو مرکزِ توجہ ٹھہرایا جائے، تاکہ علمائے فقہ کامل تحقیق و تدقیق اور اپنی غور و خوض سے ان مسائل کی جمع و تالیف کی خدمت سرانجام دیں اور تمام کتابوں کو کھنگال کر ایسی جامع کتاب مرتب کریں جس کے تمام مسائل مفتیٰ بہا ہوں، تاکہ فتویٰ جاری کرنے کے باب میں قضاۃ اور مفتیانِ اسلام اس موضوع سے متعلق تمام کتب اور مختلف ذخائر کے تتبع اور تفحص سے بے نیاز ہو جائیں۔

اس عمدہ ترین مہم کو کامیابی سے سرانجام دینے کے لیے بادشاہ نے اس کے اہتمام و انصرام کی ذمہ داریاں شیخ نظام کے سپرد کیں۔ جو کہ جامع فضائل معقول و منقول ہیں۔ انھوں نے اس اہم کام کی تکمیل کے لیے کمرِ ہمت باندھ لی اور تمام اہلِ فضل و دانش کی متفقہ رائے سے پیش آمدہ مسائل فقہیہ کی جمع و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ علماء فضلا کی جو جماعت دارالخلافہ میں موجود تھی اس عظیم خدمت میں مصروف ہو گئی اور کشورِ ہند کے ہر گوشے میں اطلاعات بہم پہنچا دی گئیں اور ان علوم میں جو حضرات مہارت و ممارست رکھتے تھے، بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تاکہ ان کی مشاورت و موافقت سے یہ رفیع الشان کام پایۂ تکمیل کو پہنچایا جاسکے۔ اس سلسلے میں ان کے لیے معقول وظائف اور مناسب عطیات کا بھی اور بادشاہ کے کتب خانۂ خاص سے کتابوں کا بھی بہترین انتظام کر دیا گیا۔ اس کتاب کے ضمن کے تمام مصارف خزانۂ شاہی سے پورے ہو رہے ہیں۔ جب یہ عمدہ ترین کتاب تکمیل و اتمام کے قالب میں ڈھل جائے گی اور اختتام کی صورت اختیار کرے گی تو لوگوں کو تمام کتبِ فقہی سے بے نیاز کر دے گی اور اس کے اجر و ثواب کی برکتیں ابدالآباد تک اس شہنشاہِ ہند (اورنگ زیب عالمگیر) کے نامۂ اعمال میں ثبت و رقم ہوتی رہیں گی جو اپنی ذات اور نیکی کے اعتبار سے ملائکہ صفت انسان ہے۔"[۱]

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ "عالمگیر نامہ" اورنگ زیب عالمگیر کے پہلے دس سالہ

---

[۱] عالمگیر نامہ (فارسی) ص ۱۰۸۶، ۱۰۸۷

دورِ حکومت کے واقعات پر مشتمل ہے اور اس میں فتاویٰ عالمگیری کی جمع و تالیف کا تذکرہ اس کے آخر یعنی دسویں (اور ضمناً گیارھویں) سن جلوس میں کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس فتاویٰ کی ترتیب اس وقت شروع ہوئی جب اورنگ زیب عالمگیر کو تختِ ہند پر متمکن ہوئے دس سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور وہ پچاس سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا۔ لیکن فتاویٰ عالمگیری کی تالیف کا سلسلہ اسی سال ختم نہیں ہو گیا تھا، کیونکہ عالمگیر نامہ کے جس اقتباس کا ترجمہ ابھی دیا گیا ہے، اس کے آخری الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔

ترجمہ آپ پڑھ چکے۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

"و چوں آں کتاب مستطاب صورت اتمام گیرد و پیرایۂ اختتام پذیرد، جہانیاں را از سائر کتب فقہی مغنی خواہد بود و برکات اجر و ثوابش ابد الآباد در نسخۂ حسنات شہنشاہ مؤید قدسی ملکات مثبت و مرقوم خواہد گشت۔" [1]

اس ضمن میں مرآۃ العالم میں بھی قریب قریب یہی الفاظ ہیں:-

"چنانچہ قریباً دو لکھ روپیہ صرف لوازم ایں کتاب مستطاب کہ زیادہ از یک لکھ بیت باشد شدہ، انشاء اللہ ہر گاہ آرائش تمام و پیرایۂ اختتام یابد جہانیاں را از سائر (کتب) فقہی مغنی خواہد باشد۔"

مرآۃ العالم بھی اورنگ زیب کے عہدِ سلطنت کے ابتدائی دس گیارہ سال کے واقعات و حالات کو محیط ہے۔

عام طور پر مشہور ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب و تدوین پر آٹھ سال کی مدت صرف ہوئی۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس کی تالیف کا آغاز ۱۰۷۷ھ یا ۱۰۷۸ھ میں ہوا اور تکمیل ۱۰۸۵ھ یا ۱۰۸۶ھ میں ہوئی۔!

---

[1] عالمگیر نامہ، ص ۱۰۸۷۔